



# ازہار الانوار من صبا صلوة الاسرار

۱۳۰۵ھ

صلوة الاسرار کی یاد صبا سے غنچوں کے پھول

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

# ازہار الانوار من صبا صلوة الاسرار

(صلوة الاسرار کی باد صبا سے غنچوں کے پھول)

(نمازِ غوثیہ سے متعلق اہم نکات اور اس کے پڑھنے کا طریقہ)

بسم الله الرحمن الرحيم

شکرا لک یا من بالتوسل الیہ یغفر  
کثر الذنوب ، و حمد لک یا من  
بالتوسل علیہ یجبر کسر القلوب ،  
اسألك انت تصلى وتسلم و تبارک  
علی سراج افقک ، و ملجأ خلقک ،  
و افضل قائم بحقک ، المبعوث  
بتیسیرک و مرافقک ، مرحمة  
للعالمین ، و شفیعاً للمذنبین ،  
و اماناً للخائفین ، و یسراً  
للبنائین حاجتک ، و بشری للأتسین تائبین ،  
محمد النبی الرؤف الرحیم ، الجواد البکریم ،  
العلی العلیم ، الغنی المحی الحکیم الخلیم ، مصحح  
الحسنات ، مقیل العثرات ، قاضی الحاجات ،

تیرا شکر ہے اے ایسی ذات جس کی طرف وسیلہ پیش  
کرنے سے کثیر گناہ معاف ہوتے ہیں اور تیری حمد ہے  
اے وہ ذات کہ جس پر توکل سے شکستہ دلی ختم ہو جاتی ہے  
اے اللہ ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ رحمت ، سلامتی  
اور برکتیں نازل فرماؤںس پر جو تیری کائنات کا چہرہ اش  
اور تیری مخلوق کا لطیف اور تیرے حق کے لئے قائم لوگوں سے  
افضل اور تیری سہولت اور مہربانی لے کر مبعوث ہونے  
والے رحمة للعالمین اور شفیع المذنبین اور ڈرنے والوں  
کے لئے امان اور حاجت مندوں کی سہولت اور تانا امید  
ہونے والوں کے لئے بشارت رؤف رحیم نبی کریم والے  
سمی ، بلند مرتبہ ، بڑے علم والے ، غنی ، تابندہ ، حکمت  
والے ، بردبار ، نیکیوں کو بنانے والے ، غلطیوں کو  
مٹانے والے ، حاجتوں کو پورا کرنے والے ، مرادیں

واهب المرادات ، صلى الله تعالى عليه  
وعلى آله الطاهرين ، واصحابه الطاهرين ،  
وانوار وجه الطيبات اصهار المؤمنين ،  
واولياء امته الكاملين الغاسقين ، وامناء  
ملت السراشدين اليسر شدين ، لاسيما  
على هذا الفرد الفريد ، الغوث المجيد ،  
الغيث المجيد ، واهب النعم ، سالب  
النقم ، كاسب العدم ، صاحب القدم ،  
جود الجود وكرم الكرم ، ملاذ العرب ومعاد  
العجم ، مناح العطايا ، مناع الرزايا ، القطب  
الرباني ، الغوث الصمداني ، سيدنا ومولانا ابی محمد عبدالقادر  
الحسنی الحسینی الجیلانی ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ و  
ارضاه ، وجعل حوزنا فی الدارين آمین آمین  
یا ارحم الراحمین ، واشهد ان لا اله الا الله وحده  
لا شريك له ، واشهد ان محمدا عبده ورسوله بالرحمة  
ارسله ، صلوات الله وسلامه عليه ، وعلى  
كل محبوب ومرضى لدايه ، اما بعد  
فقد بسألتی الفاضل الكامل ، جمیل الشائل ،  
جامع الفضائل ، والفخر الجحيم ، والشرف  
العظيم ، مولانا الشاه محمد ابراهيم القادری  
المدراسی الحیدر آبادی ، جعله الله من اولی  
الایادی ، وحفظه من شر الاعدای ، اجازة الصلوة  
الغوثیة ، المباركة المرضیة ، المعروف عندنا  
بتلوة الاسرار ، المجربة مراد القضاء الاوطار ،  
ودفع الاشرار ، تحسین ظن منه بهذا العبد

بزلانے والے ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین اور حق کو  
ظاہر کرنے والے صحابہ اور اس کی پاک ازواج پر جو  
مؤمنین کی مائیں ہیں اور اس کے کامل ، عارف اولیاء امت  
ہدایت یافتہ ، رہنما ، اس کی امت کے ایمونوں پر خصوصاً  
ایسی یکتا ، منفرد ، غوث بزرگی والے ، برکت دینے والی  
بارش ، انعامات دینے والے ، محروموں کو بنانے والے ،  
تسلط والے ، سخیوں کے سخی ، کریموں کے کریم ، عرب و  
عجم کی جلے پناہ ، عطیات دینے اور مصیبتوں کو دفع کرنے  
والے ، قطب ربانی ، خدائی مدد ، ہمارے آقا و مولیٰ  
ابو محمد عبدالقادر حسینی جیلانی پر رضی اللہ عنہم اور جس  
کو وہ راضی کرے اور اس کو دونوں جہانوں میں ہمارے  
لئے محفوظ خزانہ بنائے آمین آمین یا ارحم الراحمین ،  
اور میں گواہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اور  
گواہ ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے  
خاص بندے اور اس کے خاص رسول ہیں جن کو اس  
نے رحمت بنا کر بھیجا ہے اس پر اللہ کی رحمتیں اور سلام  
ہو اور ہر اس پر جو اس کا محبوب اور پسندیدہ ہو۔ اما بعد  
کامل فاضل ، اچھے اخلاق والے ، فضائل کے جامع ، بڑے  
فخر ، عظیم شرف والے ، مولانا شاہ محمد ابراہیم قادری  
مدراسی حیدر آبادی اللہ تعالیٰ ان کو صاحب قوت بنا کر  
اور ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ فرمائے ، نے مجھ سے  
”صلوة غوثیہ“ مبارکہ پسندیدہ جو کہ ہمارے ہاں ”صلوة  
الاسرار“ کے نام سے معروف ہے کی اجازت طلب کی ،  
یہ ”صلوة الاسرار“ قضائے حاجت اور دفع شر کے لئے بار بار  
مجرب ہے ، انھوں نے مجھ فقیر ، حقیر ، اپنے نفس پر ظلم

کرنے والے، نہایت گنہگار، عبد المصطفیٰ احمد رضا، محمدی  
 سُنی، حنفی، قادری، برکاتی، بریلوی کے بارے میں حسن ظن  
 رکھتے ہوئے یہ سوال کیا اللہ تعالیٰ ان پر مہربانی فرمائے  
 اور ان کو معاف فرمائے اور ان کے اعمال کو درست فرمائے  
 حالانکہ میں اس قابل نہیں ہوں اور نہ ہی اس کا اہل ہوں  
 لیکن ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں ان کو اس کی  
 اجازت دیتا ہوں یہ امید کرتے ہوئے کہ دنیا و آخرت  
 میں ہم دونوں کے لئے باعثِ برکت ہو (تقویٰ اور مغفرت  
 کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے) (ان کو میری طرف سے  
 اجازت ہے جیسا کہ مجھے میرے آقا، مولیٰ، جلتے اعظم،  
 مآویٰ اور میرے شیخ، مرشد، سہارا، خزانہ اور میرے  
 آج اور کل کے ذخیرہ دار کمالین کے تاج، واصلین کے  
 چراغ، حضرت شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ  
 عنہ نے مجھے اجازت دی جیسا کہ ان کو روایت اور اجازت  
 ملی، ان کے عظیم شیخ اور ان کے بزرگوار چچا، کامل امام،  
 وسیع کرم، خوبصورت چاند، اپنے زمانہ کے منفرد اور قطب  
 عظیم فیض اور واضح قضیت، حضرت ابو الفضل، ملت اور  
 دین کے سورج، سید شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور ان کو اپنے والد گرامی عارف  
 کامل، مضبوط فہم، بحر بیکراں، پختہ ماہر، صاحبِ بقا  
 و فناء، صاحبِ وصول و حضور، حضرت شاہ حمزہ  
 عینی مارہروی (ان پر اللہ تعالیٰ کی دائمی رضا) سے  
 اسلاف و راسلاف سے ان کی مسلسل، سند سے،  
 جوان کو بلند و دربار، مضبوط چوکھٹ، مخلوق کے مرجع  
 و دربار قادریہ (وہاں کے رہنے والوں اور وہاں کے

الظلام، الکثیر الاثام، الفقیر الاذل، الحقیر  
 الارذل، عبد المصطفیٰ احمد رضا، المحمدی السنی  
 الحنفی، القادری البرکاتی البریلوی، لطف اللہ بہ،  
 وعقاعن ذنبہ، واصلح عملہ، وحقق املہ،  
 مع انی لست هنالك، ولا اهل لذلك، لکنی  
 اجبته بالانقیاد، واجزته بالمراد، سر جاء  
 البرکة لی وله فی الدنیا والاخرة، ان سر بنا  
 تعالیٰ هو اهل التقویٰ و اهل المغفرة، کما  
 اجازتی بہا سیدی و مولای، و سندی  
 و مأوی، شیخی و مرشدی، و کنزی  
 و ذخری لیومی و غدی، تاج الکاملین،  
 سراج الواصلین، حضرة السید الشاہ  
 آل الرسول الاحمدی، المارہری، رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ بالرضی السرمدی، بحق روایتہ  
 لہا و اجازتہ بہا عن شیخہ الاجل، و عمہ  
 الاجل، الامام الاکمل، والکرم الاشمل،  
 والقمر الاجمل، فرد عصرہ، و قطب  
 دھرہ، ذی فیض العظیم والفضل المبین،  
 حضرة ابی الفضل شمس الملة والدين، السید  
 الشاہ آل احمد اچھے میاں المارہری، رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ بالرضوان الابدی، عن ابیہ العزیز،  
 النبیہ الغطریف، البحر الطمطم، والخبز الصمصم،  
 ذی الفناء والبقاء، والوصول واللقاء، حضرت السید  
 الشاہ حمزہ العینی المارہری علیہ الرضوان  
 الدائم من العلی القوی، بسندہ المسلسل کا برا



خدام پر اللہ تعالیٰ کی رضا ہو) سے حاصل ہوئی  
کیونکہ ”صلوة الاسرار“ کا ثبوت متعدد طرق سے  
منقول ہے برگزیدہ دربار سے جیسا کہ اس کو بہت  
سے علماء نے ذکر فرمایا ہے جن میں امام ابو الحسن  
نور الدین علی بن جریر نجفی صوفی شطنوفی نے بہجۃ الاسرار  
میں، اور امام اجل عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی و  
فاضل علی بن سلطان محمد القاری الہروی المکی  
اور شیخ محقق علماء ہند کے شیوخ کے شیخ عبدالحق  
بن سیف الدین محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ

عن کابر، عن الحضرة الرفیعة، والسدة  
المنیعة، مرجع البریة، الحضرة القادرية، علی  
حضارہا و خدامہا رضوان القادر، فان اصلہا  
ما ثور بطرق عديدة، عن الحضرة المجيدة،  
كما ذكرہ العلماء، منهم الامام ابو الحسن  
نور الدین علی بن جریر اللخمي الصوفی الشطنوفی  
فی بہجۃ الاسرار، والامام الاجل عبد اللہ بن  
الاسعد الیافعی الشافعی، والفاضل علی بن سلطان  
محمد القاری الہروی المکی، والشیخ المحقق شیخ

یاد رہے کہ یہ ابن جہضم نہیں ہیں جن کے اولیاء کرام  
کے بارے میں خصوصی نظریات پر ذہبی نے اعتراض کیا کیونکہ  
وہ غوث اعظم سے بہت پہلے کے ہیں اور یہ امام ذہبی  
کے معاصر ہیں جبکہ ان کے اور غوث اعظم رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کے درمیان دو واسطے ہیں، انہوں نے  
قاضی القضاۃ نصر کی انہوں نے اپنے والد اور ان کے والد نے  
حضرت عبدالرزاق کی انہوں نے اپنے والد حضرت  
غوث اعظم کی صحبت پائی جن کو خود امام ذہبی نے  
”طبقات القراء“ میں ذکر فرمایا اور امام سیوطی  
نے بھی ”حسن المحاضرہ“ میں ذکر کیا، امام ذہبی کا  
ابن جہضم کی طرف کتاب بہجۃ الاسرار کو منسوب کرنا جب  
درست ہوگا جب اس نام کی کوئی کتاب ان کی  
ہو ورنہ یہ نسبت درست نہیں ہے بلکہ ان کو  
اشتباہ ہوا ہے ۱۲

(د)

عہ يجب ان يعلم انه ليس بابن جهمضم  
الذي تكلم فيه الذهبي على دأبه مع  
الصوفية الكرام في الميزان فانه مقدم  
على سيدنا الغوث رضي الله تعالى عنه  
بزمان وهذا معاصر الذهبي وبينه و  
بين سيدنا واسطتان صاحب المولى ابا صالح  
قاضى القضاة نصرا صاحب اباة سيد  
عبد الرزاق صاحب اباة سيدنا الغوث  
الا عظم رضي الله تعالى عنهم وقد وصفه  
الذهبي نفسه في طبقات القراء بالامام  
الاوحد وكذلك الامام الجلال السيوطي في  
”حسن المحاضرة“ اما نسبة الذهبي كتاب  
بہجۃ الاسرار الى ذلك فان كانت له  
ايضا كتاب اسمه هذا فذاك والا فاشتباہ  
عظيم واجب التنبية ۱۲ (م)

شیوخ علماء ہند عبد الحق بن سیف الدین المحدث  
الدہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین انہ  
قال سیدنا و مولانا الغوث الاعظم فی اللہ تعالیٰ عنہ  
من توسل بی فی شدة فرجت عنہ ومن استغاث بی  
فی حاجة قضیت له ومن صلی بعد المغرب  
س رکعتین ثم یصلی ویسلم علی النبی صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یخطو الی جهة  
العراق احدی عشرة خطوة ینکر فیہا اسمی  
قضى اللہ تعالیٰ حاجتہ قلت وفرجت  
وقضیت تحتلان صیغۃ المجهول لواحد  
غائبة ، وصیغۃ المعلوم للواحد المتکلم  
وعلى هذه ترجمة الشاه ابی المعالی رحمہ  
اللہ تعالیٰ فی التحفة القادرية ، وایا ما کان  
فال حاصل واحد ، اولیہما تحتل الحقیقة  
الباطنة الذاتیة والظاہرة المستفادۃ ،

علیہم اجمعین سے منقول کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے  
فرمایا کہ جس نے کسی مصیبت میں میرا وسیلہ دیا تو اس  
کی مصیبت ختم ہوگی ، اور جس نے اپنی حاجت  
کے لئے مجھ سے مدد مانگی تو اس کی حاجت پوری  
ہوگی ، اور جس نے نمازِ مغرب کے بعد دو رکعتیں  
پڑھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھا اور پھر عراق کی جانب گیارہ  
قدم میرا نام کہتے ہوئے چلا تو اللہ تعالیٰ اس کی  
حاجت کو پورا فرمائے گا۔ قلت ”فرجت“ اور  
”قضیت“ دونوں صیغے ، واحد غیب مونث مجہول اور  
واحد متکلم معلوم بن سکتے ہیں ، اور شاہ  
ابو المعالی نے ”تحفۃ قادریہ“ میں واحد متکلم  
معلوم کا ترجمہ فرمایا ہے (یعنی میں اس کی  
مشکل کشائی اور حاجت روائی کروں گا) بہر حال جو بھی  
صیغہ ہو ما حاصل ایک ہے کیونکہ پہلا صیغہ ہو تو یہ اللہ تعالیٰ  
کی طرف سے ذاتی باطنی حقیقت کا احتمال ہے جبکہ دوسرا

عہ وہی الی تثبت بالذات من دون عطاء  
ولا الاستناد الی جعل وهذا مختص بصفات  
اللہ سبحانه وتعالیٰ فحسب ۱۲ (م)

عہ وہی الی حصلت بالعطاء ولا تثبت لہما  
الابال جعل وهكذا جميع صفات المخلوق  
كالعلم والقدرة والعطاء والعون حتی  
الوجود ۱۲ (م)

یہ بالذات ثابت ہے عطاء اور جعل کی طرف منسوب  
نہیں ، اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفات سے مختص ہے  
اور بس ۱۲۔ (ت)

یہ صرف عطاء سے حاصل ہے اس کا ثبوت اللہ تعالیٰ  
کے عطا فرمانے پر ہے جیسا کہ مخلوق کی تمام صفات  
ہیں مثلاً انسان کا علم ، قدرت ، عطاء ، امداد حتیٰ کہ  
مخلوق کا وجود بھی عطائی ہے ۱۲۔ (ت)

والاخرى تعين للاخير والمرجع ما ذكره  
 رضى الله تعالى عنه اخرا بقوله قضى الله  
 تعالى حاجته ان الى ربك المنتهى، ثم  
 ان لمشاينا قد است اسرارهم ورحمنا  
 الله تعالى بهم في هذا الصلوة طريقتين،  
 صغرى، وكبرى، والمعمول عندنا  
 الاسهل الاشمل من حيث السوغ لكل احد  
 من دون الاختصاص بالقائمين في محبالي  
 الشهود الهائمين في فيا في الوجود هي الطريقة  
 الاثينة الصغرى، صفتها بحيث يكون  
 كالشرع لللفظ الكريم ويتضمن مختارات  
 هذا العبد الاثيم، ان من عرضت له  
 حاجة دينية او دنيوية صلى بعد الصلوة  
 المغرب بسنتها ركعتين من غير فريضة  
 ناويا صلوة الاسرار تقربا الى الله تعالى و  
 هدية لروح سيدنا الغوث الاعظم رضى الله  
 تعالى عنه، وان جدد لهما الوضوء فهو  
 اضواء، وقد عهدنا ذلك من النبي صلى الله  
 تعالى عليه وسلم في صلوة الحاجة، والا  
 فهو لبسيل من الرخصة فان توجها فليحسن  
 وضوءه هكذا امر النبي صلى الله تعالى  
 عليه وسلم ذلك المكفوف بصره و احب  
 الى ان يقدم صدقة فانها اسرع في

صيفة، ظاہری حاصل کردہ حقیقت کا معین احتمال  
 ہے لیکن بہتر وہ ہے جس کو خود حضور غوث اعظم نے  
 بعد میں یوں ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت  
 پوری کرے گا کیونکہ تیرے رب کی طرف ہر چیز کی انتہی  
 ہے۔ پھر ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے  
 سبب ہم پر رحم فرمائے، نے اس نماز کے بارے میں  
 دو طریقے بتائے ہیں، ایک مختصر اور دوسرا طویل ہے،  
 اور ہمارے ہاں جو مروج ہے وہ آسان اور جامع  
 اور ہر ایک کے مناسب ہے یہ مرتبہ شہود پر  
 فائز لوگوں یا مرتبہ وجود میں طالبین کے لئے مخصوص  
 نہیں، یہ بہترین طریقہ اختصار والا ہے۔ اس کا  
 طریقہ ایسا ہے جو خود لفظ (صلوة الاسرار) کی شرح  
 بھی ہے اور اعلیٰ جہز بندے کا پسندیدہ ہے کہ  
 جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو خواہ وہ دینی ہو یا  
 دنیوی، تو وہ مغرب کی نماز کے بعد سنتوں کے ساتھ  
 دو رکعت "صلوة الاسرار" کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی  
 قربت اور حضور غوث اعظم کی روح کو ہدیہ کئے پڑھے  
 اور اگر اس کے لئے نیا وضو کرے تو یہ نور ہوگا کیونکہ حضور  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نابینا کو یہ فرمایا تھا، وہ  
 نیا وضو ضروری نہیں، مجھے تو یہ پسند ہے کہ صلوة الاسرار  
 پڑھنے سے پہلے کوئی صدقہ کرے کیونکہ یہ عمل کامیابی  
 جلدی لاتا ہے اور مصیبتوں کے دروازوں کو خوب بند  
 کرتا ہے جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناجات کیلئے

صدقہ میں افضل یہ ہے کہ پوشیدہ ہے کیونکہ قرآن کا  
 (باقی بر صفحہ آئندہ)

عہ افضل الاسرار بنص القرآن وہی

الانجاح واسد لا بواب البلاء وقد اصر الله تعالى من يباحي رسوله ان يقدر مواين يدي نجولهم صدقة ، فنجوى الله احق مع ان هذه الصلوة تشتمل على نجوى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ايضا ، والوجوب وان نسخ رحمة من الله تعالى فلا مربية في الاستحباب هذا وليقرأ فيها بعد الفاتحة ما تيسر من القرآن فان قرأ الاخلاص احدى عشرة مرة فهو احسن حتى اذا سلم حمد الله تعالى واشنى عليه بما هو اهل له ، ملا فضل الصبيغ الواردة عن النبي صلى الله

پہلے صدقہ دینے کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا، تو اللہ تعالیٰ سے مناجات میں اور زیادہ بہتر ہے باوجودیکہ اس نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی مناجات موجود ہے، اگرچہ اس صدقہ کا وجوب منسوخ ہو چکا ہے جس میں اُمت کی آسانی ہے مگر استحباب کے طور پر جو از میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس نماز میں فاتحہ کے بعد کوئی آسان سُورت پڑھے بہتر ہے کہ سُورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے تو بہت اچھا ہے، نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اس کی شان کے مطابق بجالائے اور اس میں بہتر دُعا الفاظ ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

(بقیہ عاشیہ صفحہ گزشتہ)

تقی مصارع السوء كما في الحديث وفضائلها أكثر من ان تحصى والاحسن ان يتصدق بزوجين بفضل ذلك ورد حديث وفلسان نروجان وخبزان نروجان ومن لم يجد فودعتان نروجان والودعة خرمهرة ۱۲ (م) عه كقوله اللهم لك الحمد حمد ايوا في نعمك ويكافئ مزيد كرمك وقوله اللهم لك الحمد انت قيم السموات والارض ومن فيهن ولك الحمد انت ملك السموات والارض ومن فيهن ولك الحمد انت نور السموات

یہ حکم ہے، اور یہی بُرے احتمال سے بچاؤ ہے، جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور اس میں بہت زیادہ فضیلت ہے اور بہتر یہ ہے کہ صدقہ میں جو دسے، دو کی تعداد دے، دو پیسے، دو روٹیاں، اگر اور کچھ نہ پائے تو کم از کم دو خر مہرے دے ۱۲ (ت) اور جیسے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے اے اللہ! تیرے لئے ایسی حمد جو تیری نعمتوں کے برابر ہو اور مزید کرم کو کفایت کرے، اور حضور کا ارشاد کہ تیری حمد کہ تو آسمانوں اور زمین کا نگران ہے، اور تیری حمد کہ تو آسمانوں اور زمین اور ان میں ہر چیز کا مالک ہے، اور تیری حمد کہ تو زمین اور آسمانوں اور ان میں

(باقی اگلے صفحہ پر)



بطور حمد و ثنا پڑھے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام سے  
بڑھ کر بہتر حمد اور اچھی ثنا کوئی نہیں کر سکتا، حضور  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ بہترین محامد میں  
ایک یہ ہے: اے اللہ! ہمارے رب! تیرے لئے  
کثیر، طیب، مبارک حمد جیسے تجھے پسند ہے اور  
تو راضی ہے، زمینیں اور آسمان اور ہر وہ چیز بھر کر  
جس کو تو چاہے۔ اور ان میں سے ایک اور یہ ہے:  
اے اللہ! تیرے لئے دائمی حمد جیسا کہ تیرا دوام ہے  
اور تیری حمد جو باقی رہنے والی ہو تیری بقاء کے  
ساتھ، تیری ایسی حمد جو تیری مشیت کے بغیر ختم نہ ہو  
اور ایسی دائمی حمد جس کو بیان کرنے والا صرف رضا کا  
طالب ہو، اور تیرے لئے ایسی حمد جو آنکھ کی ہر پلک

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ لا یقدر  
احدا ان یحمد الا احدک الحمد ا حمد صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومن احسنہا اللہم  
ربنا لک الحمد حمد اکثر اطیب مبرک  
فیہ کما تحب ربنا ونرضی ملأ السموات  
وملأ الارض وملأ ما شئت من شئی بعد،  
ومہما اللہم لک الحمد حمد ادا انما مع  
دوامک ولک الحمد حمد ا خالدا مع  
خلودک ولک الحمد حمد الامنتہن لہ  
دون مشیتک ولک الحمد حمد ادا ثما  
لا یرید قائلہ الا رضاک ولک الحمد حمدا  
عند کل طرفۃ عین وتنفس کل نفس،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ہر چیز کا نور ہے اور مالک حمد ہے۔ اور آپ کا یہ قول:  
اے اللہ! تیری مخلوق کے لئے تیرے امتحان اور تیرے  
حکمت والے عمل پر تیری حمد۔ ہمارے گھر والوں کے لئے  
امتحان اور تیری کار سازی پر حمد۔ اور خاص ہماری  
جانوں میں تیرے امتحان و کار سازی پر حمد۔ ہمیں  
ہدایت دینے پر تیری حمد، اور ہمیں عزت دینے اور ہمیں  
مستور کرنے پر تیری حمد، قرآن سے تیری حمد اعلیٰ مال  
پر، عافیت دینے پر تیری حمد، حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے،  
تیرے لئے حمد ہے جب تو راضی ہو، اے تقویٰ اور  
مغفرت والو۔ اور ان جیسے دیگر الفاظ کثیرہ سے  
حمد پڑھے ۱۲ منہ (ت)

والارض ومن فیہن و ملک الحمد وقولہ  
اللہم لک الحمد فی بلائک وصنیعک الی  
خلقک ولک الحمد فی بلائک وصنیعک الی  
اہل بیوتنا ولک الحمد فی بلائک وصنیعک  
الی انفسنا خاصۃ ولک الحمد بما ہدیتنا  
ولک الحمد بما اکرمتنا ولک الحمد بما  
سخرتہنا ولک الحمد بالقرآن ولک الحمد  
بالاہل والمال ولک الحمد بالمعافاة و  
لک الحمد حتی ترضی ولک الحمد اذا  
رضیت یا اہل التقویٰ و اہل المغفرۃ الی  
غیر ذلک من صیغ کثیرۃ ۱۲ منہ (م)

وَمِنْهَا اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لَجَلالِ وَجْهِكَ  
وَعَظِيمِ سُلْطَانِكَ وَمِنْهَا اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ  
شُكْرًا وَلَكَ الْمَن فَضْلًا، وَمِنْهَا اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ  
كَمَا تَقُولُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُولُ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا  
وَرَدَتْ بِهِ الْأَحَادِيثُ فَلْيَجْمَعْهَا أَوْ لِيَكْتَفِ  
بِبَعْضِهَا، وَلِيَعَجِبْنِي أَنْ يَخْتِمَهَا بِقَوْلِهِ اللَّهُمَّ  
لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ  
فَإِنَّهُ مِنْ أَجْمَعِ حَمْدٍ وَأَوْسَعِ ثَنَاءٍ عَلَيْهِ  
سَبِّحْنَهُ وَتَعَالَى وَمَنْ لَمْ يَحْسِنْ مِنْ ذَلِكَ  
شَيْئًا فَلْيَقُلْ الْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثًا أَوْ لِيَقْرَأَ الْفَاتِحَةَ  
أَوْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ بَنِيَّةَ الثَّنَاءِ فَلَا يَجِدُ ثَنَاءً  
أَفْضَلَ مِنْهَا ثُمَّ لِيُصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدِي  
عَشْرَةَ مَرَّةً أَذْكَاءَ يَسْتَجَابُ دَعَاؤُهُ إِلَّا بِالْصَّلَاةِ  
عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمْرًا بِالسَّلَامِ  
أَحْرَازًا لِلْفَضْلَيْنِ وَاحْتِرَازًا عَنِ الْخِلَافِ فَإِنَّ  
مِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ كَرِهَ الْأَفْرَادَ ثُمَّ الْعَبْدُ  
يَخْتَارُ هَهُنَا الصَّلَاةَ الْغَوْثِيَّةَ الْبُرُوقِيَّةَ عَنْ  
سَيِّدِنَا الْغَوْثِ الْأَعْظَمِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ،  
وَهِيَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى (سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا) مُحَمَّدٍ

اور ہر سانس کے وقت ہو، اور ایک اور یہ ہے: اے  
اللہ! تیرے لئے تیری ذات کے جلال اور تیری عظیم  
سلطنت کے شایانِ شایانِ حمد ہو، اور ایک یہ ہے،  
اے اللہ! شکر بجا لانے کے لئے تیری حمد اور تیرا احسان  
فضل ہے۔ اور ایک یہ ہے: اے تیرے لئے وہ حمد  
جو تُو نے فرمائی اور وہ بہتر جو ہم کرتے ہیں۔ ان کے  
علاوہ دیگر جو احادیث میں مروی ہیں سب کو یا بعض  
کو پڑھے۔ اور مجھے تو پسند ہے کہ آخر میں یہ حمد پڑھے،  
اے اللہ! میں تیری ثناء کو بجا نہیں لاسکتا جس طرح  
تُو نے خود اپنی ثناء فرمائی ہے کیونکہ یہ حمد بہت جامع  
اور وسیع ہے۔ اور اگر کسی مذکورہ محامد میں سے کوئی  
حمد یاد نہ ہو تو تین بار الحمد للہ پڑھے یا سورہ  
فاتحہ یا آیتہ الکرسی حمد و ثنا کی نیت سے پڑھے، ان سے  
بہتر ثناء نہ پاؤ گے، اور پھر آخر میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم پر درود و سلام گیارہ مرتبہ پڑھے کیونکہ درود  
شریف کے بغیر کوئی دعا قبول نہیں ہوتی اور سلام کا بھی  
حکم ہے تاکہ دونوں کی فضیلت ہو جائے۔ اور بعض علمائے  
دونوں میں سے ایک پر اکتفا کر وہ قرار دیا ہے اس لئے  
دونوں کو ملا کر پڑھنے سے اس خلاف سے بچے گا۔  
پھر مجھ بندہ کو یہاں درود غوثیہ جو آپ سے مروی ہے

عَلَيْهِ أَعْلَمُ أَنْ لَفْظَهُ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مِنْ  
تُرَايَاتِ الْفَقِيرِ عَلَى مَا بَلَّغْنَا عَنْ مَشَايِخِنَا  
وَقَدْ تَرَادَدَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

سیدنا و مولانا کا لفظ اس فقیر نے بڑھایا ہے، یہ  
لفظ ہمارے مشائخ کا نہیں، یہ اضافہ جائز ہے جیسا کہ  
امیر المؤمنین عمر فاروق اور ان کے صاحبزادے عبد اللہ  
(باقی بر صفحہ آئندہ)

پسندیدہ ہے اور وہ یہ ہے: اے اللہ! ہمارے آقا و  
مولیٰ محمدؐ جو دو کرم کی کان پر رحمت نازل فرما اور آپ کی  
آل پر اور سلامتی نازل فرما۔ جس کو یہ بندہ یوں پڑھتا  
ہے، اے اللہ! ہمارے آقا و مولیٰ محمدؐ جو دو کرم کی کان  
پر اور آپ کی برگزیدہ آل اور کریم بیٹے اور برگزیدہ امت  
پر صلوة و سلام فرما اے برگزیدوں کے برگزیدہ، اس کے  
بعد مدینہ منورہ کی طرف دلی توجہ کر کے گیارہ مرتبہ یوں  
پڑھے: یا رسول اللہ یا نبی اللہ! میری مدد کرو، اور  
اے حاجات پوری کرنے والے! میری حاجت کے  
پورا ہونے میں مدد فرماؤ۔ اور پھر عراق کی طرف قدم  
بڑھانے، اور ہمارے ہاں عراق شمال مغرب میں ہے  
یہ میرے آقا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے  
اور یہی مدینہ منورہ اور کربلا معلیٰ کی جہت ہے۔ اور  
اس عبد ضعیف نے اپنے علاقہ بریلی سے دربار بغداد  
کی جہت جیومیٹری کی بنیاد پر متعین کی ہے یوں کہ بغداد  
کا عرض لم کے اور اس کا طول مد لہ اور بریلی کا

معدن الجود والکرم والہ وسلم والعبد  
يقولها هكذا اللهم صل على سيدنا ومولانا  
محمد معدن الجود والکرم والہ الکرام  
وابنه الکریم وامتہ الکریمۃ یا اکرم  
الاکرمین وبارک وسلم ثم ليتوجه  
بقلبه الى المدينة الطيبة و  
ليقل احدى عشرة مرة يا رسول الله  
يا نبی الله اغثنی وَاْمِدْني في قضاء  
حاجتي یا قاضی الحاجات ثم یخطو  
الى جهت العراق وهی من  
بلاد نابین الشمال والمغرب افاده  
سیدی حمزة رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
وهی ایضا جهة المدينة المنورة وکربلاء و  
العبد الضعیف قد استخرج جهة حضرت بغداد  
من بلد تنابریلی بالمؤامرة البرهانية علی ان  
عرضها لم کے و طولها مد لہ و عرض بریلی

(بقیہ ماحیہ صفحہ ۶۴۳)

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تلبیہ کے الفاظ میں زائد الفاظ  
شامل کئے، اور ہمارے علماء نے بھی درود شریف میں  
”سیدنا“ کا لفظ بڑھایا جیسا کہ در مختار میں ہے تو اس کے  
غیر میں بھی جائز ہوگا، نیز دلائل الخیرات میں ترکی کا  
قصہ معلوم ہے جبکہ ولایت بھی سیادت کے معنی میں ہے (ت)  
تینتیس درجے اور ایک ثلث ۱۲ (ت)  
چوالیس درجے اور ۲۸ دقیقہ ۱۲ (ت)

رضی اللہ تعالیٰ عنہما علی تلبیۃ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجاز العلماء  
نزیادة السیادة فی الصلوة کما فی در المختار  
فکیف فی غیرها وقصة التری فی قراءۃ دلائل  
الخیرات معلومة والولاية مثل السیادة ۱۲ (م)  
علہ ثلاث وثلاثون درجۃ و ثلث ۱۲ (م)  
علہ اربع واربعون درجۃ وثمان وعشرون دقیقۃ ۱۲

عرض البلد اور اس کا طول عظمیٰ ہے۔ اس سے شمالی  
انحراف یعنی نقطہ مغرب سے نقطہ شمال کی طرف سطح  
مائل ہوا، اب خط زوال نکال کر اس پر قائم کی صورت  
میں عمود، مغرب کی طرف کھینچ جائے اور خط زوال اور عمود  
پر قوس اس طرح بنایا جائے کہ رأس القامة کو مرکز قرار دیا جائے  
اور قوس کے پانچ ٹکڑے بنائے جائیں اور رأس القامة اور

مغرب کی طرف سے پہلے قوس کو خط  
کے ذریعے ملایا جائے تو یہ خط دربار  
بغداد کی جہت ہوگی۔ لیکن مدینہ منورہ  
نقطہ مغرب شمال کی جانب چار درجے



ہے جیسا کہ میں نے جیومیٹری کے متعدد طریقوں سے معلوم  
کیا ہے بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم عادت کے مطابق  
درمیانے قدم چلے کیونکہ کلام سے یہی سمجھا جا رہا ہے اور  
بعض نوائے کی طرح نہ کرے کہ وہ قدم چلنے کی بجائے  
ہر تیرہ صرف تین یا چار انگشت آگے بڑھتے ہیں حالانکہ  
یہ قدم کافی صلہ نہیں کہلاتا، جبکہ ہمیں گیارہ قدم کے بارے  
میں حکم ہے اس لئے بغیر ضرورت اور بلا عذر اس حکم سے  
عدول نہیں کرنا چاہئے، اور یہ عدول غلط ہے۔ ہاں اگر

عظمیٰ کا و طولہا عظمیٰ الرخاء الانحراف الشمالی  
اعنی من نقطة المغرب الى نقطة الشمال  
الخط فیستخرج خط الزوال ویقیم علیہ  
عمود الی المغرب ویدیر علیہما قوسا  
بجعل رأس القامة مرکزاً فیجزيہا  
اخمساً ویصل خطا بین الرأس والخمس

الاول مایل الی المغرب فهذا  
الخط هو سمت حفرة  
بغداد اما المدينة  
الکریمة فاربعة درج اعنی



مح من نقطة المغرب الى الشمال علی  
ما استخرجت بعدة طرق برهانية احدى  
عشرة خطوة معتدلة معتادة فانه  
المتبادر من الکلام لا ما يفعله بعض العوام  
من انهم لا يرفعون قدما ولا يخطون  
خطوة وانما يتقدمون كل مرة نحو ثلاث  
اصابع او اربع فليس هذا من الخطوة فی شئ  
وانما امرنا بالخط فالعدول عنها بدون ضرورة

۲۸ درجے اور ۲۱ دقیقہ ۱۲ (ت)

۴۹ درجے اور ۲۴ دقیقہ، لندن کی قرنیص رصد گاہ

سے ۱۲ (ت)

۱۸ درجے اور ۱۸ دقیقہ ۱۲ (ت)

پانچ حصوں کو بیان کیا ہے کیونکہ دقیقہ بنانے میں وقت

ہے ۱۲ (ت)

۸۷ ثمان وعشرون درجة واحدى وعشرون دقيقة ۱۲ (م)

۸۷ تسع وسبعون درجة وسبع وعشرون

دقيقة من قرنیص مرصد لندن ۱۲ (م)

۸۷ ثمانی عشرة درجة ومثلها الدقائق ۱۲ (م)

۸۷ اقصر علی التخمیس لعدم الحاجة الی

تدقیق الدقائق مع ما فیہ من الدقة ۱۲ (م)



عين الخطانعم ان كان في مضيق لا يجبد  
مساغا للخطوات المعهودة ولا الخروج  
الى مندوحة فليأت بما استطاع و أشد  
شناعة من هذا ما رأيت بعضهم من انه  
يصل ركعتين حتى اذا كان في آخر قراءة الاخرى  
انحرف الى العراق فتخطى، ثم عاد الى مكانه  
فتوجه نحو القبلة و اتم الصلوة ولا يدري  
المسكين ان هذا مع مخالفة للوارد  
مفسد لصلوته و ابطال العمل حرام  
ثم النقل يجب بالشروع فيلزمه القضاء  
وهو لا يريد ولا يدري به  
فيا ثم مرتين **و لا مثل**  
**هذا و رد في الحديث**  
**المتعبد بغير فقد كالحماد**  
عليه في صفة هذه الصلوة عن سيدنا الغوث  
الاعظم رضي الله تعالى عنه كما سمعت ۱۲ (م)  
عليه لان المشي عمل كثير ۱۲ (م)  
عليه اثم الا بطل حاضر الوقت و اثم ترك  
القضاء يظهر عند الموت، والعياذ بالله تعالى ۱۲ (م)  
عليه اخرج ابو نعيم في الحلية عن واثلة بن  
الاسقع رضي الله تعالى عنه، و مثله قول  
علي كرم الله وجهه قصم ظهري اثبات  
جاهل متنك وعالم متهتك نسال الله  
العفو والعافية ۱۲ (م)

عذر ہو مثلاً جگہ تنگ ہو اور پورا قدم چلنے کی گنجائش نہ ہو  
اور کھلی جگہ نہ ملے تو پھر حسب گنجائش قدم کا فاصلہ بنائے  
اور اس سے بڑھ کر قابل اعتراض وہ صورت سے جو میں  
نے بعض جہال کو کرتے دیکھا کہ وہ دو رکعت پڑھتے ہوئے  
دوسری رکعت کی قرأت کے آخر میں نماز میں ہی عراق  
کی طرف منہ پھیر کر چلے ہیں اور گیارہ قدموں کے بعد پھر  
واپس پہلی جگہ پر لوٹ کر قبلہ رو ہو جاتے ہیں اور پھر نماز  
کو مکمل کرتے ہیں ان غریبوں کو یہ معلوم نہیں کہ یہ طریقہ  
مروءیت کے خلاف بھی ہے اور اس سے نماز بھی فاسد  
ہو جاتی ہے، حالانکہ عبادت کو شروع کر کے توڑنا حرام  
ہے۔ چونکہ انہی میں اور نقل شروع کرنے سے لازم ہو جاتا  
ہے اس لیے ان پر دو رکعتوں کی قضا لازم ہے، جبکہ  
اسے مسئلہ معلوم ہی نہیں تو قضا کیا کرے گا لہذا اس کو  
دوہرا گناہ ہے۔ ایسے ہی شخص کے بارے میں حدیث شریف  
اس نماز کو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کردہ طریقہ  
میں جیسا کہ میں نے سنا ۱۲ (ت)  
کیونکہ چلنا، کثیر عمل ہے ۱۲ (ت)  
ایک جاری عبادت کو توڑنا وقتی گناہ اور دوسرا گناہ قضا  
کا ترک جو موت کے وقت ظاہر ہوگا العیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ (ت)  
اس کی تحریک امام ابو نعیم نے واثل بن الاسقع رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے اپنی کتاب علیہ میں کی ہے، اور ایسا ہی  
ایک قول حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہے  
کہ دو چیزوں نے میری مکر توڑ دی ہے ایک جاہل عامل  
نے اور دوسرے مشرک و عالم نے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے  
معافی اور عافیت کے خواستگار ہیں ۱۲ (ت)

فی الباطن "وأكبر اشياء منه شيخه  
الذي علمه هذا ولا حول ولا قوة  
إلا بالله العلي العظيم هذا وليكن عند  
التخطي على هيئة الهيبة والخضوع والادب  
والخشوع، وأنا أحب أن يتخيل كأنه حاضر  
في بغداد ومرقده مرضى الله تعالى  
عند بين عيذه وهو راقد فيه  
مستقبل القبلة الكريمة والعبد يتعمد  
كرمه فيريد أن يتقدم إليه  
اذ يعتريه الحياء من قبل المعاصي  
فيقف حذرًا كأنه يستأذن  
ويستشفع إليه مرضى الله تعالى  
عنه بعبادة جوده و  
و بيشري مقالته ان لم  
يكن مريد جودا  
فانا جيد، فينا هو

میں آیا ہے کہ بغیر طاعت کرنے والا اس گدے کی طرح ہے  
جو آٹے کی چکی میں جتا ہو۔ ایسا عمل کرنے والے سے بڑھ کر  
اس کا وہ شیخ مجرم ہے جس نے اسے یہ طریقہ بتایا ہے۔  
لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم، اور قدم چلنے وقت  
خشوع، خضوع اور ادب و ہیبت کی کیفیت ہونی چاہئے۔  
اور مجھے یوں پسند ہے کہ اس وقت یوں خیال کرے کہ  
وہ بغداد شریف میں آپ کی مرقہ شریف کے سامنے حاضر  
ہے اور اسے دیکھ رہا ہے اور یہ خیال کرے کہ حضور  
غوث اعظم اپنی قبر انور میں قبلہ روموئے ہوئے ہیں اور  
قدم چلنے والا بندہ آپ کے کرم پر اعتماد کرتے ہوئے آگے  
بڑھنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے مگر اپنے گناہوں کے  
پیش نظر آگے جانے میں حیا کرتے ہوئے حیران کھڑا  
ہو جاتا ہے اور گویا اب آپ سے بڑھنے کی اجازت طلب  
کرتا ہے اور آپ سے شفاعت طلب کر رہا ہے کیونکہ  
آپ کا جود و سخا وسیع ہے اور آپ کی یہ بات بشارت  
ہے کہ اگر میرا مرید خوب نہیں میں تو خوب تر ہوں۔ "قدم

امام شنفونی نے بہجۃ الاسرار میں شیخ امام ابو الحسن علی  
قرشی سے تخریج فرمائی ہے کہ میرے آقا حضرت شیخ  
محمی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ  
مدبر ترک دراز ایک دفتر مجھے عطا کیا گیا جس میں میرے  
(باقی بر صفحہ آئندہ)

عہ اخرج الامام الشنفوني في روح الله تعالى رجه  
في بهجة الاسرار عن الشيخ القدوة ابى الحسن  
على القرشي قال قال سيدى الشيخ محى الدين  
عبد القادر الجيلي مرضى الله تعالى عنه اعطيت

بڑھانے والے کی اس کیفیت کو آپ دیکھ رہے ہیں اور اس کے فقر و حیا کو جان کر آپ وسیع کرم فرمائیں گے اور اس بندے گنہگار کی شفاعت فرمائیں گے، اور گویا یہ فرمائیں گے کہ میں اس فقیر تنگدست کو اپنی طرف قدم بڑھانے کی اجازت دیتا ہوں، یہ چلتے ہوئے میرا نام ذکر کرے اور میرے پاس آکر اپنے گناہوں کا فکر نہ کرے کیونکہ میں دنیا و آخرت میں اس کی مشکلات کا کفیل اور ضامن ہوں، تو بندہ یہ سُن کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے اور ہر قدم پر وہ جبرانی کیفیت میں یا غوث الثقلین، یا کریم الطرفین، پکارتا ہے (کریم الطرفین اس لئے کہ آپ والدہ کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی ہیں) اور کہتا ہے میری حاجت برادری میں میری مدد کرو اسے حاجات کو

كذلك وهو رضى الله تعالى عنه ينظر اليه و يعلم فقره و حيا ۵۸ اذ يجي الكرم العليم فيشفع للعبد الاثيم فكانه رضى الله تعالى عنه يقول اذنت لهذا الفقير المضطرب ان يخطو الى تلك الخطوات، و يذكرفيها اسمي ولا يخشى المعاصي عندي فاني انا ضمينه و كفيل مهماته في الدنيا و الاخرة فينشط العبد و يتقدم على اقدام الوجد قائل على كل خطوة يا غوث الثقلين و يا كريم الطرفين فانه رضى الله تعالى عنه حسنى الالاب حسيني الالام اغثنى و امددنى في قضاء حاجتى يا قاضى الحاجات

(بقیہ ماثیہ صفحہ گزشتہ)

ساتھیوں اور مریدین کے نام ہیں جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل ہوں گے مجھے کہا گیا یہ آپ کی ملکیت ہے اور میں نے جہنم کے خازن فرشتے سے پوچھا کہ کیا تیرے پاس میرے اصحاب میں سے کوئی ہے؟ تو اس نے نفی میں جواب دیا۔ اس پر حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رب ذوالجلال کی عزت کی قسم کہ تمام مریدین پر میرا ہاتھ ایسے ہے جیسے زمین پر آسمان سایہ فگن ہے۔ اور فرمایا، اگر میرا مرید خوب نہیں تو میں خوب تر ہوں، اور رب ذوالجلال کی عزت کی قسم میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے دربار سے حرکت نہ کروں گا جب تک مجھے اور تم سب کو جنت کا پیغام نہ مل جائے گا، الحمد للہ رب العالمین (الکریم ۱۲ ص ۱۰۰)

سجلا من البصريه اسماء اصحابى و مریدی الى يوم القيمة و قيل لى قد و هو انك تسألنا سالكا خاتمان النار هل عندك من اصحابى احد افعال لا و عزة راجب و جلاله ان یدى على مریدی كالمسما على الارض ان لم يكن مریدی جید افانا جید و عزة ربی و جلاله لا برحت قد ماى من بین یدى ربى حتى ينطلق بى و بكم الى الجنة ۱۲ الحمد لله رب العالمین (الکریم عظیم ۱۲ ص ۱۰۰)

ثم ليدع الله سبحانه وتعالى متوسلا اليه  
بجاه سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه  
وسلم ثم بجاه ابنه هذا السيد الكريم غوثنا  
الا عظم رضى الله تعالى عنه ، وليراع آداب  
الدعاء المذكورة في كلمات العلماء كالحصن  
الحصين وغيره ومن احسن من فضلها وجمع  
شتاتها مقدام المحققين امام المدققين  
العالم الرباني سيدي والدي قدس  
سره الزكي في كتابه الشريف احسن الوعاء  
لا داب الدعاء وقد لخصها تلخيصا حسنا

پورا کرنے والے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے حضور علیہ  
السلام اور ان کے صاحبزادے (غوث اعظم) کے  
وسیے سے دعا کرے، مذکورہ دعائیں ان آداب کا  
خیال رکھے جو علماء کرام نے ذکر فرمائے جیسا کہ حصین  
وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔ مختلف دعاؤں کو جمع کرنے  
اور فضیلت بیان کرنے والوں میں میرے والد گرامی  
نے اپنی کتاب "احسن الوعاء لا داب الدعاء" میں  
بہترین دعاؤں کو ذکر فرمایا ہے اور پھر ان کا خلاصہ  
محققین کے امام، مدققین کے پیشوا، عالم ربانی، میرے  
آقا والد گرامی قدر قدس سرہ نے اپنی بہترین کتاب

عہ هو البحر الزاخر البدر الباهر، النجم  
الزاهر، حاشی السنن، حاشی الفہم، العالم  
العامل، الفاضل کامل، الحاج الزائر، الجامع  
المفاخر مولانا مولوی محمد تقی علی خان  
المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی  
اجل خلفاء حضرة شيخنا ومرشدنا بحر  
الرحمة مولانا النعمة حضرة السيد المشاه آ ل  
الرسول الاحمدی مارہروی قدس اللہ تعالیٰ  
سرہما و افاض علینا برہما، ولد رحمہ  
اللہ تعالیٰ سہل رجب ثلثہ و نشأ فی حجر  
العلم والعرفان تفقہ علی ابیہ الفاضل الاجل  
العارف الاکمل مولانا مولوی محمد رضا  
علی خان قدس سرہ و صنف تصانیف

یہ گہرا سمندر، روشن چاند، چمکنے والا ستارہ، سنت کی تھمت  
والد اور فتنوں کو مٹانے والا، عالم باعمل، کامل فاضل  
الحاج اور مدینہ منورہ کی زیارت والا، فخر کا جامع،  
مولانا مولوی محمد تقی علی خان محمدی، سننی، حنفی، قادری،  
برکاتی، بریلوی، خلیفہ اجل حضرت ہمارے شیخ، مرشد،  
رحمت کے دریا، نعمت کے مالک، حضرت شاہ آ ل رسول  
احمدی مارہروی (قدس اللہ سرہما)، اللہ تعالیٰ ان کی  
بجلائی کا ہم پر فیضان فرمائے، آپ کی پیدائش ابتدائے  
رجب ۱۲۴۶ھ میں ہوئی، انھوں نے علمی اور عرفانی  
ماحول میں پرورش پائی اور اپنے والد فاضل اجل عارف  
اکمل، مولانا مولوی محمد رضا علی خان قدس سرہ سے علم  
حاصل کیا، اور ۲۵ کے قریب تصنیفات جلیلہ تصنیف  
فرمائیں، اور ان کتب میں سے یہ کتاب "جواہر البیان"  
(باقی بر صفحہ آئندہ)



فی باب الحج من کتابہ المستطاب جواهر  
البيان فی اسرار الارکان "ولیبدا بیا ارحم  
الراحمین ثلثا فان من قاله ناداه ملک  
موکل به ان ارحم الراحمین قد اقبل  
علیک و یطایر السموت والارض  
یا ذا الجلال والاکرام فانه اسم الله الاعظم  
على قول و کذا تسبیح سیدنا ذی النون  
على نبینا الکریم و علیه الصلوة والتسليم  
ولیکتمة بأمین ثلثا فانه خاتم الدعاء  
و مخصص الله تعالى به هذه الامة  
المرحومة و بالصلوة والسلام على خاتم  
النبيين و الحمد لله رب العالمین لیکون  
البداء و ختم کلامها بالصلوة على و اذهب  
الصلوة صلى الله تعالى علیه وسلم ، فان  
الدعاء طائر و الصلوة جناحه فبدلک یتکم  
الجناحان و لان الصلوة علیه علیه الصلوة و

جواهر البیان فی اسرار الارکان کے باب الحج میں بیان  
فرمایا اور دعا کی ابتداء میں "یا ارحم الراحمین" تین  
مرتبہ کہے، کیونکہ جو شخص یہ کہتا ہے تو اس کو فرشتے  
جواب میں کہتے ہیں کہ بیشک ارحم الراحمین تیری طرف  
متوجہ ہے اور "یا بدیع السموات والارض یا ذا الجلال  
والاکرام" بھی ابتداء میں پڑھے کیونکہ ایک قول کے  
مطابق یہ اسم اعظم ہے، ایسے ہی حضرت سیدنا  
ذی النون علیہ السلام کی تسبیحات باری تعالیٰ کو ابتداء  
میں پڑھے اور دعا کے آخر میں تین مرتبہ آمین کہے کیونکہ  
یہ دعا کی مہر ہے اور یہ خاص اس اُمت مرحومہ کو عطیہ  
ہے، اور دعا کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر  
درود و سلام، اور الحمد لله رب العالمین پڑھے تاکہ  
دعا کی ابتدا اور اس کا خاتمہ نمازیں عطا کرنے والے  
نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درود شریف پر ہو جائے،  
یہ اس لئے کہ دعا ایک پرندہ ہے اور درود شریف اس کے  
پر ہیں اور اس لئے بھی کہ درود شریف مقبول ہے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بے مثل ہے، اور ایک سورہ المدثر کی  
تفسیر فرمائی ہے اور ایک سرور القلوب فی  
ذکر المحبوب، اور ایک اصول الرشاد  
القیع مبانی الفساد، اور اذاعة الاثم لما نفعی عمل  
المولد والقیام وغیرہ ذلک ہیں۔ اور آپ کی دعا  
آخر ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ میں ہوئی، رحمۃ اللہ علیہ  
رحمۃ واسعة (ت)

جليلة تاقت خمسة وعشرين من اجلها هذا  
الكتاب "جواهر البیان" الذي لم يرمثله في بابہ  
و التفسير الكبير لسورة الانشراح و سرور  
القلوب في ذكر المحبوب و اصول الرشاد لقمع  
مباني الفساد و اذاعة الاثم لما نفعی عمل  
المولد والقیام وغیر ذلک توفي سلخ ذی القعدة  
سنة ۱۲۹۷ھ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعة (م)

توجیب دعاء کے ابتداء و انتہاء میں درود ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے بعید ہے کہ وہ درمیان میں دعا کو قبول نہ فرمائے، اور دعا میں ترک الحاظ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے اور ہر بار درود شریف پڑھے کیونکہ درود شریف سے بڑھ کر کوئی چیز مقبولیت کو حاصل کرنے والی نہیں ہے صلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم وآلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم، اور کوشش کرے کہ دعا میں آنسو نکلیں کیونکہ یہ بھی قبولیت کی علامت ہے، اگر روانہ آئے تو رونے والی صورت بنائے کیونکہ جو کسی کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ بھی انہی میں شمار ہوتا ہے پھر مجھے یہ پسند ہے کہ دعا کے وقت بھی عراق کی طرف متوجہ رہے کیونکہ یہ جہت شفا و النور کی ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، لہذا اس دعا میں قبلہ کی طرف متوجہ نہ رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ابو جعفر منصور خلیفہ ثانی خانہ ان عباسیہ نے

السلام مقبولة لا شك فاذا استجيب الطرفان  
فان الله تعالى اكرم من ان يدع ما بينهما  
وليكن الدعاء و ترافات الله وتر يحب الوتر  
وليصل بعد كل مرة على النبي صلى الله  
تعالى عليه وسلم فانه لم ير شي اجلب للاستجابة  
من الصلوة والسلام على هذا النبي الكريم  
عليه وعلى آله افضل الصلوة والتسلیم  
وليجهت انت تخرج دعة فانها علم  
الاجابة فان لم يرك فليتبك فمن تشبه  
بقوم فهو منهم ثم المختار عندك ان  
يبقى حيث الدعاء ايضا كما هو مستقبل  
الجهة العراقية فانها كما اسمعناك جهة  
الشفعاء الكرام ولا عليه ان لا يحرف  
الى القبلة وقد سأل ابو جعفر المنصور  
ثاني الخلفاء العباسية

فقير احمد رضا غفر له کہتا ہے کہ مجھے خبر دی حنفیوں کے چراغ  
عبدالرحمن بن عبداللہ سراج مکی نے، انہوں نے حنفیوں  
کے مفتی جمال بن عمر مکی سے روایت کی، انہوں نے  
آقا عابد سندھی مدنی سے، انہوں نے شیخ صالح فلانی  
سے، انہوں نے محمد بن سند سے، انہوں نے شریف  
بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن ارکماش سے، انہوں  
نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے، انہوں نے ابواسحق  
قنوجی سے، انہوں نے ابو مہرب ربيع بن ابی عامر  
(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

عہ قال الفقير احمد رضا غفر الله تعالى  
له ابنا سراج الحنفية عبد الرحمن  
بن عبد الله السراج المكي عن مفتي الحنفية  
جمال بن عمر المكي عن المولى عابد السندي  
المدني عن الشيخ صالح الفلاني عن محمد  
بن سنة عن الشرفين محمد بن عبد الله عن  
محمد بن ارکماش عن الحافظ ابن حجر العسقلاني  
عن ابی اسحق القنوجی عن ابی المواهب ربيع



غیر مستعجل من سر بہ یقول دعوت فلو  
 یجب لی قضی اللہ تعالیٰ حاجتہ ما لم  
 یدع باثم او قطیعة رحم فہذہ صفتہا و  
 اللفظ الکریم مکتوب فیہا بالحمرة ، و ما  
 علیہ خط احمر فہو الذی بلغنا عن  
 مشایخنا قد ست اسرارہم ، و ما دون  
 ذلک فہو من ہذا العبد الاثم غفر  
 اللہ تعالیٰ لہ و لیعلمن العارف  
 ان ما ذکرہ لا یرکن الی خلاف  
 لذرة من الکلمات العلییة ، و لا  
 فیہ علیہا زیادة اجنبیة ، و انما  
 ہو تصریح مطوی ، او توضیح  
 منوی ، او تبیین مجمل ، او تعیین  
 افضل ، معتمد فی ذلک علی احادیث  
 کثیرة ، اشترت الیہا فی جمل  
 لیسیرة ، یعرفہا الباہر کالشمس  
 فی ف ، و یمر الغافل کانت  
 لم یکن شیئ ، فجاءت بحمد  
 اللہ عروسا ملیحة ، مکشوفة  
 النقاب عن عوارضہا الصبیحة ،  
 بحلیتہا حلیتہا ، ثم اجتلیتہا ،  
 قال حمد للہ اولاً و آخراً ، و باطنا  
 و ظاہراً ، و الما مول من لطف مولنا  
 الشاہ محمد ابراہیم ، و غیرہ من  
 اخواننا القادریۃ سلمہم المولی الکریم ،

طرف متوجہ ہو کر ان کو شفیع بنا اللہ تعالیٰ تیرے لئے ان کی  
 شفاعت قبول فرمائے گا ، جو شخص دلی یقین سے یہ دعا  
 کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرمائے گا  
 بشرطیکہ عجلت سے کام لیتے ہوئے مایوسی کا اظہار نہ کرے  
 کہ میں نے دعا کی اور قبول نہ ہوئی۔ یہ دعا قبول ہوگی جبکہ  
 اس میں کسی گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہ ہو۔ "صلوۃ الاسرار"  
 کا یہ طریقہ ہے (آپ کی طرف لکھی گئی تحریریں) اصل منقول  
 الفاظ سرخ سیاہی سے لکھے گئے ہیں اور جن الفاظ پر  
 سرخ خط ہے وہ الفاظ ہمیں اپنے مشائخ کرام سے  
 پہنچے ہیں ان کے علاوہ باقی الفاظ مجھ گنہگار بندے کے  
 زائد کردہ ہیں اور عارف شخص ضرور جانے کہ میرے ذکر کردہ  
 الفاظ اصل کلمات کے ذرہ بھر خلاف نہیں ہیں اور نہ ہی  
 یہ کوئی اجنبی زیادتی ہے بلکہ یہ مخفی کی تصریح اور نیت میں  
 مراد کی وضاحت ہے یا پھر مجمل کا بیان یا افضل کی  
 تعیین ہے اور یہ سب کچھ کثیر احادیث سے اخذ کردہ ہے  
 جن کی طرف میں نے مختصر جملوں میں اشارہ کیا ہے جن کو  
 ماہر خوب جانتا ہے جس طرح دھوپ اور سایہ کی معرفت  
 رکھتا ہے اور غافل شخص کوئی توجہ کئے بغیر گزر جائے گا ،  
 الحمد للہ ، صلوۃ الاسرار کا طریقہ ، و کش دلہن جس کے  
 خوبصورت رخسار سے نقاب اٹھایا گیا ہو ، کی طرح  
 واضح طور پر حاصل ہو گیا ، میں نے اس دلہن کو زیورات  
 سے آراستہ کر کے مزید جلا دی ہے ، الحمد للہ اولاً و آخراً ،  
 باطناً و ظاہراً۔ مجھے مولانا شاہ محمد ابراہیم (سائل) کی  
 مہربانی سے توقع اور امید ہے کہ وہ اور دوسرے بہار  
 قادری بھائی (اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے) اس



ان لا ينسوا هذا الفقير في صالح دعائهم ،  
 غيب هذه الصلوة وفي سائر انائهم ، و  
 يسبحوا له بسؤال المغفرة ، وكمال  
 العافية في الدنيا والآخرة ، والعبد  
 يدعوه ولهم ، والدعاء يغني عن ذروع<sup>١٢</sup>  
 واطم ، لا سيما دعوة المسلم لا خيه بظهر  
 الغيب ، طهرنا الله جميعا من كل عيب ،  
 ووقانا شرور الجهل والريب ، وحشرنا  
 طرا في الامة المحمدية ، والجماعة  
 المباركة السنية السنية ، والزمرة  
 الكريمة القادسية القادرية ،  
 انه على ما يشاء قدير ، فنعم المولى  
 ونعم النصير ۔

**لطيفة لطيفة :** بامرہ رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ ان یخطوا حدی عشرۃ خطوة ،  
 علمات لہذا العدد مزینۃ اختصاص  
 بالحضرة القادرية من من منہ مرضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ و لیس ان القادرین ہم اختاروہ لکون  
 العرش الشریف فی الحادی عشر و لکن لہا کن اعلم  
 سرا فی ذلک حتی صلیت فی شاجھان اباد

صلوة الاسرار کو پڑھنے کے بعد کسی مرحلہ پر بھی اس فقیر کو  
 اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں گے ، اور اس کے لئے مہربانی  
 فرماتے ہوئے مغفرت اور دنیا و آخرت میں عافیت  
 کی دعا کریں گے ، اور یہ بندہ بھی ان کے لئے دعا گو  
 رہے گا ، حقیقت یہ ہے کہ ہتھیاروں اور قلعوں سے  
 دعا مستغنی کر دیتی ہے خصوصاً وہ دعا جو پس پشت  
 مسلمان بھائی کے لئے کی جائے ۔ میری دعا ہے کہ اللہ  
 تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کے عیب سے پاک فرمائے  
 اور جہالت کے شر و شک سے محفوظ فرمائے اور ہم سب  
 کو اُمت محمدیہ میں اٹھائے اور اہل سنت و جماعت  
 کی مبارک اور قیمتی جماعت اور سلسلہ کرمیہ قادریہ میں شامل  
 رکھے ، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس پر قادر ہے پس  
 وہ اچھا مددگار اور اچھا آقا ہے ۔

**پاکیزہ لطیفہ :** حضور غوث اعظم کے حکم کے  
 مطابق گیارہ قدم چلے اور یقین کرے کہ اس عدد کو  
 خاص خصوصیت و ربار قادریہ سے حضور غوث اعظم  
 رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے حاصل ہے ، اور یہ خیال  
 نہ کرے بعد میں قادری سلسلہ والوں نے کیا رحویں شریف  
 کی مناسبت سے ایسا کیا ہے ، لیکن مجھے خود گیارہ  
 قدموں کا راز معلوم نہ تھا حتیٰ کہ ایک روز میں شاہجہاں آباد

یہ ہندوستان کا مرکزی مقام (ضلع) ہے جو دہلی کے نام سے  
 معروف ہے اور یہ واقعہ ۱۳۰۲ھ کا ہے جب میں وہاں  
 سیدی سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہ کی  
 حاضری کے ارادہ سے گیا ۱۲ منہ (ت)

علمہ ہی قاعدۃ دیا رالہند المعروفہ بدھلی  
 وکان ذلک سنۃ اثنتین بعد الالف وثلثمائتہ  
 حین شدت الیہا رحلی قاصدا زیارۃ سیدی  
 سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ  
 تعالیٰ سرۃ المکین ۱۲ منہ (مر)

میں رات کے وقت صلوٰۃ الاسرار پڑھی اور میں پوری  
توجہ قلبی سے مصروف تھا اور میرا اس راز کی طرف ذرا  
بھی التفات نہ تھا کہ میرے دل پر ایک عظیم راز دار  
تجلی چکی، خدا کی قسم مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ کب اور کس طرح  
یہ چمک آئی جبکہ وہ میرے دل میں سرایت کر چکی تھی میں  
نے نماز سے فارغ ہو کر غور و تأمل کیا تو وہ میری مراد اور  
خواہش میری تمنا کے مطابق تھی وہ قلبی القا یہ تھا کہ  
گیارہ کے عدد میں ایک دہائی اور ایک کا عدد ہے،  
اور (ایک کے حساب سے) دس کا حرف "ی" اور

ذات لیلة صلوٰۃ الاسرار وانا مقبل علیہا  
بشر اعتر قلبی ما كانت منی التفاتة الى ذلك  
اذ لمعت باسراقة سر جلیل، فی خاطر  
کلیل، واللہ اعلم منی جاءت وکیف  
جاءت ما شعرت بها الا وهی حلیلة ببالی  
فتأملتها بعد الفراغ من الصلوٰۃ فاذا  
هی کما اودواشتی، وهی ان فی احد  
عشر عقداً ووحدة، وهما بالحروف  
یاء والفاء والمجموع یاءات

یعنی مکمل طور پر ۱۲ منہ (ت)

جب کوئی عدد ایک حرف والا نہ ہو تو وہاں ترکیب  
ضروری ہے اور ترکیب حسب ضرورت ہوگی اگر ترکیب  
شنائی کافی ہو شلائی کی ضرورت نہیں اور شلائی کافی ہو تو  
رباعی کی ضرورت نہیں جیسا کہ ایک حرف والے کے لئے  
ثنائی ترکیب کی ضرورت نہیں ہے، پھر اکائیوں اور  
دہائیوں میں تنویم ہوگی، اور اسی طرح تنویم سے اوپر  
ہزار تک، لیکن خالص دہائیوں اور خالص سو کے لئے  
ترکیب کی ضرورت نہیں (کیونکہ ان کے لئے ایک ایک  
حرف ہے مثلاً ترکیب ثنائی تمام اکائیوں کی آپس  
میں ہو سکتی ہے مثلاً طَبَّ، حَبَّ، شَدَّ، گیارہ میں  
جو کہ پہلا عدد ہے جس میں ترکیب ثنائی کی ضرورت ہے  
اگرچہ کوئی دوحرف ملائے جاسکتے ہیں مگر ان حروف  
میں سے یہاں بعض کو لینا اور بعض کو نہ لینا بے مقصد ہے  
(باقی صفحہ آئندہ)

علاہ ای بجمیع اجزائہ ۱۲ (م)

عَلَّمَهُ اَعْلَمَ اَنْ مَا لَا يُوجَدُ لَهُ حَرْفٌ وَاحِدٌ  
فَالْمَصِيرُ فِيهِ اِلَى التَّرْكِيبِ وَيَجِبُ الْقَصْرُ عَلَى  
اَقْلٍ مَا يُمْكِنُ فَلَا يَخْتَارُ الثَّلَاثِيَّ مَا اَمَكُنَ  
الثَّنَائِيَّ وَلَا الرَّبَاعِيَّ مَا سَاغَ الثَّلَاثِيَّ كَمَا لَا يَخْتَارُ  
الثَّنَائِيَّ مَا وَجَدَ حَرْفٌ وَاحِدٌ ثُمَّ الْحَاجَةُ اِلَى  
التَّرْكِيبِ اِنَّمَا تَقَعُ فِيمَا بَيْنَ عَقْدٍ وَعَقْدٍ اِلَى  
مِائَةٍ وَفِي الْعُقُودِ غَيْرِ الْمِائَاتِ الْمُحْصَنَةِ اَيْضاً  
مِنْ مِائَةٍ اِلَى الْفَتْ ثُمَّ تَدْوِمُ اِلَى مَا لَا نَهَايَةَ  
لَهُ وَذَلِكَ لِانَ الْعُقُودَ وَالْمِائَاتِ لِكُلِّ مِنْهُمَا  
حُرُوفٌ مَعْلُومَةٌ فَالتَّرْكِيبُ الثَّنَائِيَّ مِثْلًا وَات  
تَصُورُ بِجَمْعِ اَحَادٍ اِلَى اَحَادٍ كَمِثْلِ طَبَّ وَحَبَّ وَشَدَّ  
وَهُوَ فِي اَحَدٍ عَشْرٍ وَهُوَ اَوَّلُ مَا يَحْتَاجُ اِلَى ذَلِكَ لَكِنْ  
اخْتِيَارُ بَعْضٍ مِنْهَا دُونَ بَعْضٍ تَرْجِيحٌ بَلَا مَرَجِعَ

قدمت العقد وای الت ایک کاحرف "الف" ہے اور اگر دبائی کو مقدم کریں تو دونوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اس لئے طبعی ترکیب کو ملحوظ رکھنا ہوگا وہ یہ کہ جو دبائی مقصد ہو پہلے اسے پھر اکائی جو مقصود ہو، اگر ہزار ہو تو پہلے ہزار پھر سو اور پھر دبائی اور پھر اکائی کو ترتیب وار ذکر کر کے ترتیب دی جائے گی یہ ترکیب ایک ہزار نو سو ننانوے تک کام دے گی، اس کے لئے حروف میں غظضط سے مرکب ہوگا، اور اس پر ایک زائد ہو تو دو ہزار ہوگا جس کے لئے حروف میں بغ، اور تین ہزار جغ، لاکھ کے لئے قغ، اور دس لاکھ کے لئے غغ، اسی طرح جتنا چاہئے آگے جائے، جس کو علم نجوم اور سیاقہ کی رقموں کی معرفت سے خوب جانتا ہے۔ اس ترکیب کا ایک فائدہ یہ ہے کہ انسان ہندسوں میں غلطی سے بچ جاتا ہے کیونکہ مثلاً غظضط میں اگر نقطہ نہ بھی لکھے جائیں تو مذکورہ حروف اپنی طبعی ترتیب کے لحاظ سے سمجھے جاسکتے ہیں کیونکہ غ کو ح اور ظ کو ط نہیں پڑھ سکتے کیونکہ اس ترکیب میں ظ سے غ مقدم ہوتا ہے اور ح مقدم نہیں ہو سکتا ہے، اسی طرح ص سے ظ مقدم ہے ط مقدم نہیں ہو سکتا، اور آخری دو حروف ص، ط کو ض، ظ نہیں پڑھا جاسکتا، کیونکہ ض ظ کے بعد نہیں ہو سکتا اور یونہی ظ بھی ص کے بعد نہیں ہو سکتا ہے یہ اس لئے کہ ایک ترکیب میں بڑے عدد والا حرف پہلے اور چھوٹے والا بعد ہوتا ہے یہی ترکیب طبعی ہے اور یہ پوری بحث ہمارے رسالہ "اطیب الاکسیر" میں ہے (۱۲)

والترکیب الطبعی ان یلتمش العقد فیوضع  
حرفه ثم حروف ما ترا علیه من الاحاد و  
هكذا فیقدم الالف ثم المئات ثم العشرات ثم  
الاحاد ویکفی هذا الی الف وتسعة وتسعين  
فلفظها غظضط فاذا ترا اذ فیدور الامر فالان  
بغ وثلاثة آلاف جغ ومائة الف قغ والالف  
الف غغ وهكذا الی ما لا نهیة له  
یعرف ذلك من یعلم ارقام الهیأة  
والنجوم ومن منافع هذا الوضع  
الامن من الالتباس فی غالب الصور  
فان غظضط المذكور مثلاً ان کتب  
من دون نقط لتعینت الحروف  
بالوضع الطبعی فالاول لا یمکن ان یکون  
ع مهمله لانه لا یتقدم ظ ولا الشافی  
ط مهمله لانها لا یتقدم ص ولا الثالث  
ض معجمة لانها لا تعقب ظ ولا الرابع  
ظ معجمة لانها لا تعقب ص و تمام  
الکلام فی رسالتنا اطیب  
الاکسیر ۱۲ منه (م)

حرفوں کا مجموعہ "یا" ہے اور اگر الٹ کریں تو مجموعہ "ای" ہے جبکہ "یا" نداء اور طلب کے لئے ہے اور "ای" قبول منظور کی کے لئے ہے تو اس طرح گیارہ کے عدد میں حضور غوث اعظم کا سوال اور امداد طلب کرنے کو لوگوں سے معاملہ سجدہ آتا ہے ذکر جس طرح "یا" میں "ی" دیا جاتی اور کثرت اور اس کے بعد "الف" وحدت ہے، یوں ہی سائلین کثیر تعداد والے کثیر مطالبہ کرنے والے اپنے مطالبات کو دوبارہ عالم میں پیش کرتے ہوئے کثرت سے وحدت کی طرف متوجہ ہوں گے (کیونکہ آپ واحد ہیں) نیز یوں بھی کہ سائلین اور حاجت مند کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود غوث پاک کی طرف متوجہ ہونے میں یکساں ہیں خواہ وہ شہری ہوں یا دیہاتی، شہنشاہ ہوں یا گدا، تو قلبی حاجات مختلف و کثیر مگر ان کے ازالہ کا ڈھنگ ایک، لہذا کثرت

عکس، و یا لنداء و ای للایجاب فكانت في ذلك اشارة الى معاملته مرضى الله تعالى عنه مع السائلين والفقراء المستغيثين فانهم في مقام الكثرة مع كثرتهم في انفسهم، واذا ارادوا سؤال حاجاتهم من الحضرة العلية توجهوا الى الوحدة وكان عليهم ا فراغ القلوب من تشتت الخاطر مع كونهم ههنا على منهمج واحد، سواء منهم العاكف والباد وعظيم الملك و عديم الزاد فقد انتقلوا بوجهين من الكثرة الى الوحدة و

یہاں اس کا استعمال "نعت" کی طرح ہے جیسا کہ ایک قول ہے ورنہ اصل میں "اے میرے آقا! کیا آپ میری حاجت روائی فرمائیں گے، جواب میں ای واللہ ہے ۱۲ منہ (ت)

یہ جفری علم کی رقم کا طریقہ ہے جس میں اکائی کو دہائی پر مقدم کرتے ہیں مثلاً ہزار، سو کے بعد گیارہ کا ذکر ان کی رستم میں ایقہ "ہے اور نجومی رقم میں "غفیا" ہے ۱۲ (ت)

یہ اضافت لفظی ہے یعنی اس کا ملک عظیم ہے اور اگر اضافت معنوی بنائی جائے تو عظیم معنی سلطان ہوگا جسے عظیم الروم ہے ۱۲ (ت)

علہ وقوعہ ہهنا علی قول انه کنعم مطلقا ظاهرا والا فالتقدير یا سیدی هل تقضی حاجتی الجواب ای واللہ ۱۲ منہ (م)

علہ و ذلك طريق الارقام الجفرية يقدمون فيها الاحاد ثم عشرات الخ فالف ومائة واحد عشر بارقامهم "ایقہ" وبالارقام النجومية "غفیا" ۱۲ (م) علہ الاضافة لفظية ای عظیم ملکہ او معنوية فالعظیم بمعنی السلطان کعظیم الروم ای سلطانہ ۱۲ (م)



هَذَا شَأْنٌ يَا وَحْدَةَ الْيَاءِ  
لَا ضَرْبَ ابْهَمٍ فِي الْطَلَبِ وَ تَخْصِيصِ  
الْفَتْحِ يَدُلُّ مَالَهُمْ مِنْ فَتْحٍ وَ فَيْضٍ  
بِبُرْكَتِهِ هَذَا النِّدَاءُ ، ثُمَّ هُوَ رَضِيَ اللَّهُ  
تَعَالَى عَنْهُ مُسْتَعْرِقٌ فِي بَحَارِ الْوَحْدَةِ  
مُرْفِيعٌ مَقَامَهُ عَنْ مَجَامِعِ الْكَثْرَةِ  
فَإِذَا نَادَى لِكُشْفِ بَلَاءٍ ، أَوْ شَفِّ عَطَاءٍ ، دَعَا  
الْكَرَمَ إِلَى التَّنْزِيلِ مِنْ غَيْبِ الْوَحْدَةِ  
إِلَى مَشَاهِدِ الْكَثْرَةِ وَ ذَلِكَ شَأْنٌ  
إِلَى الْكَسْرِ يَحْكِي التَّنْزِيلَ وَ  
سُكُونِ الْيَاءِ لَتُسْكِنَ قُلُوبَهُمْ فَكَانَ  
الْمَعْنَى أَنَّهُمْ تَحَرَّكُوا مِنْ  
مَقَامِ الْكَثْرَةِ مُضْطَرِبِينَ وَ هُمْ  
يُؤْنَسُونَ مُتَوَجِّهِينَ إِلَى حَضْرَةِ  
الْوَحْدَةِ مُتَحَدِّينَ هُنَاكَ فِي  
الرَّغْبَةِ وَ الرَّهْبَةِ وَ كَانَ  
مُرْنَى اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُ سَاكِنًا فِي  
مَقَامِ الْوَحْدَةِ فَتَنَزَّلَ مِنْهُ إِلَى  
نَادَى الْكَثْرَةِ لَتُسْكِنَ قُلُوبَهُمْ وَ  
اصْلَاحَ خُطُوبِهِمْ وَ الْحَاصِلُ أَنَّهُ إِذَا دَعَى  
يَجِيبُ وَ سَائِلُهُ لَا يَخِيبُ وَ مِنْ عَجَائِبِ

کے بعد وحدت جیسے "ی" کے بعد الف ہے دو طرح  
سے ثابت ہے۔ یہ "یا" کے لحاظ سے ہے پھر "ی" کی  
حرکت، طالبین کے اضطراب، اور اس حرکت کا فتح ہونا  
اس نداء کی برکت سے فتح و فیض کی علامت ہے، اور  
"ای" کے اعتبار سے یہ کہ حضور غوث اعظم بحر وحدت  
میں مستغرق ہیں اور کثیر اجتماعات سے آپ کا مقام  
بلند و بالا ہے، جب آپ کو مصائب مٹانے اور عطیات  
نیچھا کر کرنے کے لئے پکارا جاتا ہے تو آپ کو کرم و سخا  
مجبور کرتا ہے کہ آپ وحدت غیب سے تنزل فرما کر  
کثرت مشاہد پر توجہ فرمائیں (یہ وحدت سے کثرت کی  
طرف رجوع ہے جیسا کہ "ای" میں الف" اور پھر  
"ی" ہے) اور "ای" کا کسرہ (ذیر) تنزل کی حکایت  
ہے اور "ی" کا سکون طالبین کا پریشانی سے سکون ہے۔  
معنی یہ ہوا کہ حاجتمند لوگ اضطراب کی حالت میں متفرق  
طور پر مقام کثرت سے مقام وحدت کی طرف متوجہ  
ہو رہے ہیں اور سب کے سب امید و خوف میں یکساں  
ہیں اور آپ یعنی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام  
وحدت پر ساکن ہیں، پھر آپ نداء کرنے والے کثیر لوگوں  
کی طرف تنزل فرما کر ان کے دلوں کو تسکین دیتے ہیں  
اور ان کی پراگندہ حالت کی اصلاح فرماتے ہیں غرضیکہ  
جب آپ کو نداء دی جائے تو آپ جواب دیتے ہیں اور

کیونکہ اس میں دہائی سے اکائی کا انتقال  
ہے ۱۲ (ت)  
کیونکہ واحد کثیر پر مقدم ہے ۱۲ (ت)

علہ فانه ينتقل فيها من العقد الى  
الواحد ۱۲ (م)  
علہ فان الواحد مقدم فيه على الكثير ۱۲ (م)

صنع الله سبحانه وتعالى ان اول الحروف  
فلا حرف فوقها وى اخر الكل  
فلا حرف تحتها فمن ترقى من ي فلا مظهر  
له وراء ا ومن تنزل من ا فلا منزل  
له تحت ي فذل ذلك ان سيدنا  
رضى الله تعالى عنه اخذ في الطرفين بغاية  
الغايات فتقطع مطايا الكاملين دون  
سيرة في الله فلذا كانت قدمه  
على جميع الرقاب ولذا  
قال رضى الله تعالى عنه الانس لهم  
مشايخه ، والجن لهم مشايخه ، والملك  
لهم مشايخه ، وانا شيخ الكل يعنى ودين مشايخ  
الكل كما بين السماء والارض لا تقيسوا على واحد ولا  
تقيسوا على احدا وكذا اما استكمل المكملون  
سيرة من الله ولذا كانت  
عليه اى يجمع اولهم و آخرهم ۱۲ (م)

عليه ولا حاجة الى ايداء استثناء الانبياء  
والرسل عليهم الصلوة والسلام فانه  
مركوز في اذهان المسلمين وكذا الصحابة  
والتابعون لهم باحسان لما عرف في  
محله وبالجملة فسيدنا رضى الله تعالى عنه  
افضل الاولياء الامن قائم الدليل على  
استثنائه ۱۲ (م)

عليه هذا كذللك ۱۲ منه (م) یہ بھی اسی طرح ۱۲ منہ (ت)

عليه هذا كذللك ۱۲ منه (م) یہ بھی اسی طرح ۱۲ منہ (ت)

سائل کو محروم نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے عجائبات  
میں سے ہے کہ الف پہلا حرف ہے اور ی آخری  
حرف ہے جس کے بعد کوئی حرف نہیں ہے، اگر کوئی ی  
سے آگے بڑھنا چاہے تو آگے الف ہی پائے گا، اور اگر  
کوئی الف سے آگے بڑھے گا تو ی سے آگے کوئی منزل  
نہ پائے گا تو گیارہ کے حرف یعنی یا سے پہنچا کہ آپ  
دونوں طرف انتہائی مقاصد پر رسائی رکھتے ہیں اور تمام  
کاملین حضرات سیر فی اللہ میں غوث اعظم کی سیر فی اللہ سے  
بہت پیچھے ہیں اسی لئے آپ کا قدم گردنوں پر ہے اور  
اسی لئے آپ نے فرمایا کہ انسان اور جن اور ملائکہ کے  
اپنے اپنے مشائخ ہیں جبکہ میں ان سب کا شیخ ہوں  
اور میرے اور تمام مخلوق کے درمیان زمین و آسمان کا  
فرق ہے مجھے کسی دوسرے پر اور کسی دوسرے کو مجھ پر  
قیاس نہ کرو اور ایسے ہی کوئی کامل شخص آپ کی سیر فی اللہ  
کو اللہ تعالیٰ سے کامل طور پر حاصل نہ کر سکا۔ یہی وجہ ہے کہ  
یعنی ان کے اول اور آخر سب کو جمع کریں گے ۱۲ (ت)

یہاں انبیاء و رسلین کے استثناء کا اظہار ضروری  
نہیں کیونکہ یہ بات تمام مسلمانوں کے ذہنوں میں مرکوز  
ہے یوں ہی صحابہ و تابعین کا استثناء بھی معلوم ہے  
حاصل یہ کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیاء  
سے افضل ہیں مگر اس میں سے وہ لوگ  
مستثنیٰ ہیں جن کے بارے میں دلیل موجود  
ہے ۱۲ (ت)

آپ کی رہنمائی اتم اور اکل ہے اور آپ کا طریقہ آسان  
واضح ہے اور آپ کی کرامات کثیر اور غالب ہیں حتیٰ کہ کسی  
ولی کی کرامات آپ کی کرامات کی نسبت عشر عشر بھی  
منقول نہیں جیسا کہ ہمیں معلوم ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے  
جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا  
ہے۔ ہمارا آخری اعلان ہے کہ سب تعریفیں اللہ رب العالمین  
کے لئے ہیں اور صلوة وسلام خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ  
وسلم اور آپ کی آل و صحابہ پر اور آپ کے اس حاکم بیٹے  
اور واضح غوث پر اور ان کے ساتھ ہم پر یا ارحم الراحمین  
اس رسالے کا اختتام ہم ۲ صفر بروز جمعہ ۳۰ ۵ ۱۴۰۵ھ کو ہوا  
سن ہجری ۱۴۰۵ ذی قعدہ کی ہجرت جس کو پانچ نمازیں عطا  
کئے گئے اور جن کے حکم پر شرب سے سو رج واپس پلٹا  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و صحابہ اجمعین، الحمد للہ  
رب العالمین۔ (ت)

ہدایتہ اتم و اوفر، و طریقہ انفع و  
ایسر، و کراماتہ اکثر و اظہر، حتیٰ لہ  
ینقل عشرہا ولا معشارہا عن احد من  
الاولیاء فیما نعلم ذلك فضل اللہ یؤتیہ  
من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم، و آخر  
دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین،  
والصلوة والسلام علی خاتم النبیین، محمد  
والہ وصحبہ اجمعین، وابنہ هذا الفرد  
المکین، والغوث المبین، وعلینا بہم  
یا ارحم الراحمین، و اوفیٰ ختامہ سابقین  
من صفر الخیر یوم جمعہ المسلمین، سنۃ الف و  
ثلثمائة وخمس، من ہجرة من ائی یا صلوات  
الخص، و ردت لامرہ من المغرب الشمس صلی  
اللہ علیہ و علی آلہ اجمعین، والحمد للہ رب العلمین۔